بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعا کی افادیت

اے میرے فلسفیو! ذور دعا دیکھوتو غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے

و اذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبو الی و لیؤ منو ابی لعلھم یر شدو ن

(سورۃ بقرہ رکوع نمبر 22)

یعنی اے رسول جب میرے بندے میرے متعلق تجھ سے پوچھیں تو تو انہیں کہہ دے کہ میں (تم سب کے) قریب ہوں میں پکارنے والے کی آواز کو سنتا اور اس کا جواب دیتا ہوں (یعنی اسے قبول کرتا ہوں) مگر میرے بندوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری آواز پر کان دھریں اور مجھ پر سچا ایمان لائیں تا کہ وہ (انی دعاؤں میں) کامیابی کا منہ دیکھ سکیں۔

صاحب صدر اور معزز سامعین۔

کہنے کو تو دعا ایک لفظ ہے ایک بالکل عام اور معمولی سا لفظ معلوم ہوتا ہے مگر اگر اس سہ حرفی لفظ کو روحانی نقطہ نظر سے دیکھا جائے اور گہرے غور وفکر کی نظر سے دیکھا جائے تو اس لفظ کے نیچے ایک لامتناہی سمندر موجزن ہے۔ یہ روحانیت سے پر ایک ایسا سمندر ہے جس کی تہہ میں بے شمار نعمتیں اور روحانی پھل موجود ہیں۔ جس کا انسان تصور بھی نہیں کرسکتا۔ اس روحانی سمندر میں وہ تمام کا تمام مواد موجود ہے جو ایک انسان کو روحانیت سے معمور اور دین اور دنیا میں کامیاب اور کامران زندگی گذارنے کے لئے درکار رہوتا ہے۔ دعا ایسی چیز ہے جو انسان اور خدا کے درمیان رابطہ کا کام دیتی ہے اور اس اصل اور حقیقی تعلق کو ظاہر کرتی ہے جو خدا اور اس کے بندے کے درمیان ازل سے موجود ہے دعا وہ واحد زینہ ہے جو انسان کو براہ راست خدا تعالیٰ کے دربار میں لے جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"دعا کی ماہیت یہ ہے کہ ایک سعید بندہ اور اس کے رب ایک تعلق جاذبہ ہے یعنی پہلے خداوند تعالیٰ کی رحمانیت بندہ کو اپنے طرف کھینچتی ہے۔ پھر بندہ کے صدق کی کششوں سے خدا تعالیٰ اس سے نزدیک ہوجاتا ہے اور دعا کی حالت میں وہ تعلق ایک خاص مقام پر پہنچ کر اپنے خواص عجیبہ پیدا کرتا ہے۔ سو جس وقت بندہ کسی سخت مشکل میں مبتلا ہوکر خدا تعالیٰ کی طرف کامل یقین اور کامل وفاداری اور کامل ہمت کے ساتھ جھکتا ہے اور نہایت درجہ کا بیدار ہوکر غفلت کے پردوں کو چیرتا ہوا فنا کے میدانوں میں آگے سے آگے نکل جاتا ہے پھر آگے کیا دیکھتا ہے کہ بارگاہ الوہیت ہے اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ تب اس کی روح اس آستانہ پر سر رکھ دیتی ہے اور قوت جذب جو اس کے اندر رکھی گئی ہے خداوند تعالیٰ کی عنایات کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ تب اللہ جل شانہ اس کام کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس دعا کا اثر ان تمام مبادی اسباب پر ڈالتا ہے جس سے ایسے اسباب پیدا ہوتے ہیں جو اس مطلب کے حاصل ہونے کے لئے ضروری ہیں۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

اذا دعا احد کم فلیعزم المسئلۃ و لا یقولن اللھم ان شئت فاعطنی فانہ لا مستکرہ لہ (صحیح بخاری کتاب الدعوات)

یعنی جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرنے لگے تو اسے چاہیے کہ اپنے سوال پر پختگی سے قائم ہو اور ایسے الفاظ استعمال نہ کرے کہ خدایا اگر تو پسند کرے تو میری اس دعا کو قبول کرلے کیونکہ خدا تو بہر حال اسی صورت میں قبول کرے گا کہ وہ اسے پسند کرے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:۔

''دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں خدا نے مجھے بار بار الہامات کے ذریعہ یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا کے ذریعہ سے ہوگا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس کے سوائے کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں جو کچھ ہم پوشیدہ خدا سے مانگتے ہیں۔ خدا اس کو ظاہر کر کے رکھ دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ دعا سے بڑھ کر اور کوئی ہتھیار نہیں۔''

(سیرت مسیح موعود از یعقوب علی عرفانی صفحہ نمبر 518)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آغاز خلافت سے مسلسل دعاؤں کی طرف احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کی توجہ مبذول کروا رہے ہیں آپ نے اپنے پہلے خطاب میں فرمایا:۔

''احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آج کل دعاؤں پر زور دیں، دعاؤں پر زور دیں۔ بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت میں فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے (آمین)۔''

(الفضل 24 اپریل 2003ء)

الغرض دعا روحانی غذا اور حیاتِ انسانی کا مقتضٰی ہے بلکہ ہماری بقا کا ہر لمحہ اس کا مرہون منت ہے اس لئے اسلام نے ہر کام کی ابتداء میں دعا کی طرف توجہ دلا کر اس کی فرضیت کا اعلان کیا ہے۔ انسان جب مضطر ہو کر تضرع اور ابتہال کے ساتھ خدا تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتا ہے تو وہ اس کی پکار کو ضائع نہیں کرتا بلکہ اس کو شرفِ قبولیت سے نوازتا ہے اور اس طرح مضطر انسان کی تسلی و اطمینان کا سامان کرتا ہے۔

دعا سے آج تک بڑے بڑے عظیم الشان اور جلیل القدر کرشمے ظہور میں آئے ہیں

حضرت نوح علیہ السلام کو جماعتِ مومنین سمیت بچا کر لائی تو دعا!

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے بال بال بچایا اور ارضِ حجاز تک پہنچایا تو دعا نے!

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے ساتھیوں سمیت سمندر سے گزارا تو دعا نے!

حضرت یونس علیہ السلام کو تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں زندہ رکھا تو دعا نے!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لعنتی موت سے بچایا تو دعا نے!

حضرت نبی اکرم ﷺ کفار مکہ کے نرغہ اور محاصرہ سے نکالا تو دعا نے!

پھر دعا کی تاثیر میں کیا شبہ ہے؟

کیا دعا نے ظلمت کو روشنی سے نہیں بدلا؟ کیا دعا نے کمزوروں کو طاقت نہیں بخشی؟ کیا دعا نے مومنوں اور مسلمانوں کو استقامت نہیں بخشی؟ کیا دعا نے ظالموں اور گمراہوں کو ہدایت نہیں دی؟ کیا دعا نے علم و معرفت کے خزانے نہیں کھولے؟

ان سب سوالات کا جواب مثبت میں ہے اس لئے دعا کی تاثیر سے ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا اثر آب آتش سے بڑھ کر ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ دعا کے وقت دل بریاں اور آنکھ گیلی ہو تو ایسی دعا یقینا قبول ہوگی اور اپنا اثر دکھلائے گی۔

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا — کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اس کو سہارا — کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا